قبر پر لوبان اور اگربتی جلانا کیسا؟



تصنیف لطیف

حُضور فیض ملّت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح مُفتی

فِیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

www.faizahmedowaisi.com

عرضِ ناشر

قبر پر اگر بتی، لوبان وغیرہ جلانے کا شرعی حکم کیا ہے۔ عوام اس سے سمجھتے ہیں کہ ہم اہل مزار یا اہل قبور کو خوش کر رہے ہیں یا اس سے قبر والے کی بھلائی ہے۔

قبروں پر موم بتیاں اور اگر بتیاں نہیں جلا سکتے ہاں اگر تلاوتِ قرآن وغیرہ کرنا ہو تو ضرورتاً اجالا حاصل کرنے کے لئے قبر سے ہٹ کر موم بتی جلا سکتے ہیں اسی طرح حاضرین کو خوشبو پہنچانے کی نیت سے قبر سے ہٹ کر اگر بتیاں جلانا جائز ہے مگر مزاراتِ اُولیاء کے پاس چراغ جلانا جائز ہے۔

اس مسئلے کی وضاحت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ نے اس کتابچے میں خوب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر درازبالخیر فرمائے۔

خادمِ عطار و اُویسی

محمد کاشف اشرفی عطاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مِنۡ لانَبِیَّ بَعۡدَہٗ

امابعد! ہمارے ہاں بعض خوش عقیدت حضرات بعض عوام کی قبروں پر اگر بتی اور لوبان وغیرہ سلگاتے ہیں اس سے سمجھتے ہیں کہ ہم اہل مزار و اہل قبور کو خوش کر رہے ہیں یا اس میں ان کی بھلائی ہے حالانکہ یہ فعل مکروہ ہے۔ ہاں ان کو خوش کرنے اور ان کی بھلائی کے دیگر بے شمار طریقے ہیں مثلاً ان کے لئے قرآن پڑھ کر ثواب بخشنا و دیگر ایصالِ ثواب کے طریقے جو اہل سنت میں مشہور ہیں۔ ایسا عمل جو شرعاً مکروہ ہو اس سے اہل قبور کو خوشی اور راحت کے بجائے ناگواری ہوتی ہے جو فعل ناگوار ہو اس کا نہ کرنا بہتر ہے۔ فقیر اس رسالہ میں چند عبارات رسالہ کشف الستور سے نقل کر کے اور کچھ اپنے اضافہ سے مسئلہ کی توضیح کرتا ہے تاکہ اہل اسلام کا بھلا ہو اور اہل مزارات و اہل قبور کی ناگواری سے پرہیز نصیب ہو۔

مسئلہ مذکور کو سمجھنے کے لئے یہ چند امور ملاحظہ ہوں۔

(۱) ہمارے نزدیک صاحب قبر اہل دنیا کے ہر عمل سے باخبر ہوتے ہیں۔ جو عمل انہیں فائدہ دیتا ہے اس پر اہل عمل کو دعا دیتے ہیں اور جو عمل انہیں ناگوار ہوتا ہے اس سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ہم نہیں سمجھ سکتے۔

(۲) خواص یعنی انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم اور عوام کی قبور کے احکام جدا جدا ہیں۔ جو علمائے اہل سنت کی تصانیف میں ہر ایک کے احکام کی تفصیل موجود ہے۔

(۳) خواص یعنی انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کے مزارات تو معظم و مکرم ہیں ہی کہ ان کی معمولی بے ادبی بھی سوء خاتمہ و عذابِ آخرت کا موجب ہے۔ عام قبور کی عظمت کے لئے بھی سخت تاکید وارد ہے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ احترامِ قبور میں لکھ دی ہے۔ چند احادیث یہاں ذکر کی جا رہی ہیں۔

احادیث مبارکہ در احترام قبور

(۱) حضور سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں:

لَأَنۡ أَمۡشِيَ عَلَى جَمۡرَةٍ، أَوۡ سَيۡفٍ، أَوۡ أَخۡصِفَ نَعۡلِي بِرِجۡلِي، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنۡ أَنۡ أَمۡشِيَ عَلَى قَبۡرِ مُسۡلِمٍ۔ [1] (ابن ماجہ شریف، الترغیب والترہیب)

یعنی میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں یہ مجھے بہ نسبت اس کے زیادہ پیارا ہے کہ مسلمان کی قبر پر چلوں۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے باسناد حسن مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

---

[1] (سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهۡيِ عَنِ الْمَشۡيِ عَلَى الْقُبُورِ، وَالْجُلُوسِ عَلَيۡهَا، 499/1، الحديث: 1567، دار احياء الكتب العربية)

(الترغيب والترهيب، كتاب الْجَنَائِزِ وَمَا يتقدمها، 201/4، الحديث: 5404، دار احياء الكتب العربية)

لِأَن أَطَأَ على جَمْرَة أحب إِلَيّ من أَن أَطَأَ على قبر مُسلم [2] (الترغیب والترہیب)

یعنی مجھے انگارے پر چلنا قبر مسلم پر پاؤں رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

قاعدہ شرعیہ: جو احکام حضور ﷺ کسی امر کی طرف منسوب فرمائیں اس میں اُمت کے لئے شرعی اصول کا اظہار ہوتا ہے مثلاً یوں فرمایا کہ میں کسی قبر پر قدم رکھنا گوارا نہیں کرتا اور احتیاط اتنی کہ انگاروں پر قدم رکھ لوں لیکن کسی قبر پر قدم نہ رکھوں۔ اس میں امتی کو تنبیہ ہے کہ کسی قبر پر قدم نہ رکھنا، دوسری طرف اگر انگارے پڑے ہوں اس پر قدم رکھ لینا لیکن کسی قبر پر قدم رکھ کر اس کی بے حرمتی نہ کرنا۔

اس میں قبور کے احترام کی زبردست تاکید ہے۔ قطع نظر اس انتباہ کے حضور ﷺ کے جس قبر پر قدمین اطہر آجائیں تو ہزاروں جنتیں قربان کی جائیں وہ قبر تو رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ہو جائے لیکن آپ ﷺ نے امت کی تعلیم کے لئے ایسے فرمایا جیسے مذکور ہوا۔

(۳) عوام کی قبور کے لئے احکام اور ہیں انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کے احکام اور۔ اولیاء کے مزارات پر عوام کی قبور کا قیاس نہیں ہو سکتا کیونکہ اولیاء کرام بہ نص قطعی بے خوف و مامون ہیں۔ لہٰذا وہاں کوئی ظاہری بدفالی اثر انداز نہیں ہاں عوام قبور کے لئے بدفالی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ (پارہ ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۶۲)

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

فائدہ: جب ہر طرح خوف و حزن سے مامون و محفوظ ہیں تو ان کے لئے وہ تصور نہ ہو گا جو عوام کے لئے ان کی قبور میں خوف و حزن کا تصور ہے اس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

اولیاء کرام کے مزارات پر روشنی چراغاں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کی عظمت وشان کا اعلان ہو گا کہ لوگ وہاں آئیں، استفادہ کریں، بے ادبی و بے ہودگی سے بچیں یہ وجہ وجۂ جواز ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے مزارات اولیاء پر غلاف وغیرہ جائز قرار دیا۔

(۱) امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

كَرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ وَضْعَ السُّتُورِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّيَابِ عَلَى قُبُورِ الصَّالِحِيْنَ وَالْأَوْلِيَاءِ قَالَ فِي فَتَاوَى الْحُجَّةِ وَتُكْرَهُ السُّتُورُ عَلَى الْقُبُورِ. وَلَكِنْ نَحْنُ نَقُولُ الْآنَ إِذَا قَصَدَ بِهِ التَّعْظِيْمَ فِي عُيُونِ الْعَامَّةِ حَتَّى لَا يَحْتَقِرُوا صَاحِبَ الْقَبْرِ، وَلِجَلْبِ الْخُشُوعِ وَالْأَدَبِ لِلْغَافِلِيْنَ الزَّائِرِيْنَ، فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ۔ [3] (رد المختار، کتاب الخطر والاباحہ فی اللبس)

---

[2] (الترغيب والترهيب، كِتَابُ الْجَنَائِزِ وَمَا يتقدمها، 201/4، الحديث: 5405، دار احياء الكتب العربية)

[3] (الدر المختار والرد المحتار، كِتَابُ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ، فَصْلٌ فِي اللُّبْس، 363/6، دار الفكر، بيروت)

یعنی بعض فقہاء نے غلاف اور عمامہ اور کپڑوں کا صالحین اولیاء کے مزارات پر چڑھانا مکروہ رکھا۔ فتاویٰ حجۃ میں کہا کہ قبروں پر غلاف چڑھانا مکروہ ہے انتہی۔ لیکن ہم فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں اگر اس سے عوام کی نگاہوں میں تعظیم مقصود ہو اور زیارت کرنے والے غافلوں کو اس سے ادب و خشوع کے لئے ابھارا جائے تو جائز ہے۔ اس لئے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہاں زائرین کا ہجوم اور ذکر و تلاوت کی دھوم ہوتی ہے لہٰذا زائرین وذاکرین کے سکونِ دماغ اور احترام قرآن پاک کے باعث جائز جیسے کہ سہولت زائرین وذاکرین بلکہ آسانی راہ گیر کے سبب قبر پر چراغ روشن کرنے کی اجازت ہے۔

(۲) سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلاً، فَأُسْرِجَ لَهُ سِرَاجٌ، فَأَخَذَهُ مِنْ قِبَلِ القِبْلَةِ، وَقَالَ: رَحِمَكَ اللَّهُ، إِنْ كُنْتَ لأَوَّاهًا تَلاَّءً لِلْقُرْآنِ، وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا [4] (ترمذی، باب الدفن باللیل، مشکوٰۃ، باب الدفن)

یعنی حضور اکرم ﷺ ایک رات ایک قبر میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے لئے چراغ روشن کیا گیا۔ حضور ﷺ نے میت کو قبلہ کی طرف سے لیا اور فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے تو بہت آہیں کرنے والا، قرآن پڑھنے والا تھا پھر آپ ﷺ نے دفن سے پہلے چار بار اللہ اکبر کہا۔

(۳) مجمع البحار میں ہے:

وأن كان ثم مسجدًا وغيره ينتفع فيه التلاوة والذكر فلا بأس بالسراج فيه. [5] (حاشیہ نسائی، باب السراج علی القبور، جلد ا صفحہ ۲۸۷)

یعنی اگر قبر کے پاس مسجد وغیرہ ہو کہ چراغ روشن کرنا تلاوت وذکر کے لئے مفید ہو تو وہاں چراغ جلانے میں حرج نہیں۔

(۴) امام عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۹ پر فرماتے ہیں

قال الوالد رحمه الله تعالى في (شرحه على شرح الدرر) من مسائل متفرقة: إخراج الشموع إلى رأس القبور بدعة وإتلاف مال كذا في (البزازية) اه

.وهذا خلا من فائدة، وأما إذا كان موضع القبور مسجدا أو على طريق، أو كان أحد جالس أو كان قبر ولى من الأولياء أو عالم من المحققين تعظيم لروحه المشرقة على تراب جسده كإشراق الشمس على الأرض إعلاما للناس أنه ولي ليتبركوا به ويدعوا الله عنده فيستجاب لهم فهو جائز لا منع منه والأعمال بالنيات [6]

---

4) (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ، 363/2، الحديث: 1057، دار الغرب الاسلامی بیروت)

(مشكاة المصابيح، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ دَفْنُ الْمَيِّتُ، الفصل الثانی، 534/1، الحديث: 1706، المكتب الاسلامی بیروت)

5) (مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار، حرف القاف، [قبر]، 192/4، الحديث: 1057، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية الطبعة: الثالثة، 1387 هـ 1967م)

6) (الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية، 323/5، دار الكتب العلمية, 2011)

یعنی حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ درر غرر میں مسائل متفرقہ سے بیان فرمایا کہ قبروں کی طرف شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے جب کہ بزازیہ میں ہے یہ سب اس وقت ہے جب بالکل فائدہ سے خالی ہو اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سرِ راہ ہے یاوہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا عالم محقق کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں۔ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے جو اپنے بدن پاک کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تا کہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ کسی ولی اللہ کا مزارِ پاک ہے وہاں سے برکت حاصل کریں، خدا سے دعا کریں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ امر جائز ہے۔اس سے اصلاً ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

(۵)حضرت شاہ عبد الحق محقق و محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر العادۃ کی عبارت دربارہ ممانعتِ چراغ نقل فرما کر اس پر تَفرِیع فرمائی (یعنی اصل سے نتائج و فروغ نکالے):

درآخرزماں بجہت اقتصارنظرعوام برظاہرمصلحت درتعمیروترویج مشاہد ومقابر مشائخ وعظماء دیدہ چیزہا افزودند تا نجابت وشوکت اہل اسلام وارباب صلاح پیدا آید خصوصا درديارہندوستان که اعداء دین ازہنود وکفاربسیاراند وترویج واعلائے شان ایں مقامات باعث رعب وانقیاد ایشاں است وبسیاراعمال وافعال واوضاع که درزمان سلف ازمکروہات بوده درآخرزماں ازمستحسنات گشته (شرح سفر العادۃ صفحہ ۲۷۲)

یعنی آخر زمانہ میں عوام کی کوتاہ نظری کے باعث ظاہری مصلحت مشائخ وبزرگان کے مزارات ومقابر کی تعمیر وترویج کو دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کیا تاکہ اس کے باعث اہل اسلام اور نیکو کاروں کی بزرگی اور شوکت کا اظہار ہو خصوصاً ہندوستان (برِ صغیر) میں کہ دین کے دشمن ہنود و کفار بہت ہیں اور ان مقامات کی بلندی اور رواج ان کی اطاعت و رعب کا باعث ہے اور بہت سے اعمال اور افعال اور ترتیبیں کہ زمانہ سلف میں مکروہ تھیں آخر زمانہ میں مستحب ہو گئیں۔

قبورِ عوام کے احکام: من حیث القبر تعظیم اپنے مقام پر لیکن اس کے احکام، مزاراتِ اولیاء کے احکام سے جدا ہیں۔چنانچہ فقہاء نے لکھا کہ اگر قبر از قبور عوام ہے کہ نہ وہاں زائرین کا اژدہام نہ ذکر و تلاوت کی دھوم دھام بلکہ محض صاحب کے لئے یہ اہتمام اور یہی داخل عرف عام اور یہ خیال، خیالِ خام ہے کہ اگر جنتی ہے تو دریچہ جنت کھلا ہے وہ اس اگر و بَخور (یعنی اگر بتی و خوشبو) سے مستغنی ہے اور اگر معاذ اللہ صورت دیگر ہے تو استفادہ سے نفی اور اس اضاعت مال کا وبال سر پر علاوہ بریں۔یہاں کے قبرستان میں خالی از قبور جگہ ملنے پر بھی کوئی خبر نہیں نیز یہ صاحب قبر کے لئے فال بد ہے کہ آگ ہے اور آگ سے خدا ہر مسلمان کو محفوظ رکھے جس طرح کہ قبر پر پانی چھڑکنا فال حسن ہے۔

(۱)حضرت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لمعات میں فرمایا،

التفاؤل باستنزال الرحمة، وغسل الخطايا، وتطهير الذنوب۔[7] (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۳)

پانی قبر پر چھڑکنا نزولِ رحمت اور خطاؤں کے دھلنے اور گناہوں سے پاک ہونے کا فال ہے۔

[7] (لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح ,كتاب الجنائز , باب دفن الميت , فصل الثاني, 171/4 , الحديث: 1710-(18)، دار الكتب العلمية, 2020)

(۲)اسی طرح قبر پر آگ لے جانا فال بد ہے۔ حضرت علامہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علی فرماتے ہیں:

وبأن الآجر به أثر النار فيكره فی القبر للتشاؤم ۔ [8](طحاوی علی مراقی الفلاح)

یعنی پکی اینٹ قبر میں لگانا بد فالی کی بناء پر مکروہ ہے کہ پکی اینٹ میں آگ کا اثر ہے۔

جب اینٹ صرف آگ کا اثر پا کر قبر میں لگنے کے قابل نہیں رہی تو خود آگ کا وہاں لے جانا کس قدر نامبارک ہوگا۔

(۳)مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت وفات اپنے صاحب زادے کو یہ وصیت فرمائی،

إِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ [9] (مشکوٰۃ شریف ، باب الدفن)

یعنی جب میری وفات ہو جائے تو نہ میرے پاس کوئی نوحہ کرنے والی عورت رہے نہ آگ۔

(۴)حضرت سیدتنا اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ کو وصیت فرمائی جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں نقل فرمایا،

اجمروا ثیابی اذا مت ثم حنطونی ولا تذروا علی کفنی حناطا ولا تبعون بنار۔ [10](مصفی ونوی شرح موطا)

یعنی جب میری وفات ہو جائے تو میرے کفن کو خوشبو کی دھونی دو مجھ پر خوشبو ملو لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ چھڑکو اور میرے پیچھے آگ نہ بھیجو۔

(۵)موطا امام مالک میں حضرت سعید ابن ابی سعید مقبری سے مروی ہے،

أن أبا هريرة نهي أن يتبع بنار بعد موته أو بمجمرة فی جنازته ۔ [11](موطا امام محمد صفحہ ۱۳۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کے آگ بھیجنے اور خوشبو جلانے سے منع فرماتے تھے۔

(۶)حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح موطا امام محمد میں فرمایا:

---

8) (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الايضاح ، كِتَابُ الصَّلَاة ، فصل فی حملها و دفنها ، 610/1، دار الكتب العلمية ، بيروت لبنان)

9) (صحيح مسلم ، كِتَابُ الْإِيمَان ، بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهِجْرَةِ وَالْحَجِّ ، 112/1، الحديث: 121، دار احياء التراث العربی بيروت)

(مشكاة المصابيح ، كِتَابُ الْجَنَائِزِ ، بَابُ دَفْنُ الْمَيِّتْ ، الفصل الثالث ، 537/1، الحديث: 1716، المكتب الاسلامی بيروت)

10) (المؤطا لامام مالک ، كِتَابُ الْجَنَائِزِ ، باب النهی ان تتبع الجنازة بالنار ، 316/2، الحديث : 768، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال خيرية والانسانية ابو ظهبی الامارات)

(مصفی ونوی شرح موطا ، 193/1، مطبوعہ فاروقی، دہلی)

11) (الموطأ رواية محمد بن الحسن ، كِتَابُ الْجَنَائِزِ ، باب الميت لا يتبع بنار بعد موته أو مجمرة في جنازته ، 316/2، الحديث : 768، القاهرة: الطبعة الرابع، 1414ھ-1994م)

قال ابن عبد البر قد روی النهی عن ذالک من حدیث ابن عمر عن النبی ﷺ۔[12] (تنویر الحوالک، شرح موطا امام محمد)

یعنی حضرت علامہ محدث ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی ممانعت حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خود حضور ﷺ سے مروی ہے۔

(۷) حضرت امام محمد تلمیذ رشید سراج الامۃ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مستطاب مؤطا میں فرمایا:

وبهذا نأخذ ، وهو قول أبي حنيفة (رحمة الله عليه)[13] (موطا امام محمد صفحہ ۱۳۱)

ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام اعظم کا فرمان ہے۔

(۸) ان ہی کی کتاب مستطاب کتاب الآثار میں ہے:

وَيُجَمَّرُ وِتْرًا ، وَلَا يَكُوْنُ : آخِرَ زَادِهِ إِلَى الْقَبْرِ نَارٌ يُتْبَعُ بِهَا (الی ان قال) وهو قول ابی حنیفة ۔[14]

یعنی میت کے تختہ غسل کو تین یا پانچ بار دھونی دی جائے اور میت کا قبر کی طرف آخری توشہ آگ نہ ہو جو اس کے لئے بھیجی جائے۔

(۹) مؤطا امام مالک میں حضرت یحییٰ سے مروی وہ فرماتے ہیں کہ سَمِعْتُ مَالِكًا يَكْرَهُ ذٰلِكَ[15]

یعنی میں نے امام مالک سے سنا وہ بھی اسے مکروہ فرماتے تھے۔

(۱۰) فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وَإِيْقَادُ النَّارِ عَلَى الْقُبُورِ فَمِنْ رُسُومِ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْبَاطِلِ وَالْغُرُورِ ، كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ۔[16] (عالمگیری، باب التعزیہ)

یعنی قبروں پر آگ جلانا جاہلیت اور باطل و بیہودہ رسموں میں سے ہے۔ جیسا کہ مضمرات میں ہے۔

(۱۱) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: لا یکرہ الاجمار فیہ بخلاف القبر۔[17] (طحاوی علی مراقی الفلاح)

---

[12] (تنویر الحوالک شرح موطا مالک ، كِتَابُ الْجَنَائِزِ ، 176/1 ، الحدیث: 531 ، المکتبة التجاریة الکبری مصر)

[13] (الموطأ رواية محمد بن الحسن ، كِتَابُ الْجَنَائِزِ ، باب الميت لا يتبع بنار بعد موته أو مجمرة في جنازته ، 316/2 ، الحديث :768 ، القاهرة: الطبعة الرابع ، 1414هـ-1994م)

[14] (کتاب الآثار)(کتاب الآثار مترجم ، ص 76 ، مطبوعہ اسٹیم پریس ، لاہور)

[15] (المؤطا لامام مالک ، كِتَابُ الْجَنَائِزِ ، باب النهی ان تتبع الجنازة بالنار ، 317/2 ، الحدیث 769 ، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال خيرية والانسانية ابو ظهبي الامارات)

[16] (الفتاوی الهندیة ، کتاب الصلاة وفیه اثنان وعشرون بابا ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز وفیه سبعة فصول ، الفصل السابع فی الشهید ، 176/1 ، دار الفکر)

[17] (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ، كِتَابُ الصَّلَاة ، فصل فی حملها و دفنها ، 610/1 ، دار الکتب العلمیة ، بیروت لبنان)

یعنی (تختہ غسل یا کفن کو دھونی دینے کے لئے) گھر میں خوشبو سلگانا مکروہ نہیں بخلافِ قبر (کہ پر خوشبو جلانا مکروہ ہے)۔

(۱۲) بنایہ شرح ہدایہ میں ہے: یکرہ الاجمار بالنار عند القبر۔ [18] (بنایہ المعروف بہ عینی)

یعنی قبر کے پاس آگ سے خوشبو جلانا مکروہ ہے۔

(۱۳) حضرت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

عادت اہل جاہلیت بود کہ آتش ہمراہ میت می فرستادند تا برائے نجورو جزآں کار آید [19] (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

یعنی زمانۂ جاہلیت والوں کی عادت تھی کہ میت کے ساتھ آگ بھیجتے تھے تاکہ خوشبو بخور وغیرہ جلانے کے کام آئے۔

(۱۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مصفی شرح موطا میں لکھا:

مکروہ ست ہمراہ جنازہ بردن آتش را۔ [20] (مصفی جلد ۱ صفحہ ۱۹۳)

یعنی جنازہ کے ہمراہ آگ بھیجنا مکروہ ہے۔

(۱۵) ان ہی نے مسوی شرح مؤطا میں لکھا:

وعلیہ اھل العلم وکان ذالک من عمل الجاھلیۃ۔ [21] (مسوی بر حاشیہ مصفی جلد ۱ صفحہ ۱۹۴)

یعنی علماء کا اسی پر عمل ہے اور آگ لے جانا جاہلیت کا کام ہے۔

فائدہ: بعض لوگ خوشبو کے خیال پر اگر بتی اور لوبان سلگاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہاں قبر پر بجائے اگر بتی اور لوبان کے پھولوں کی خوشبو کریں اور پھول قبر پر ڈالیں کہ مقصود حاصل اور میت کے لئے بھی نافع چہ خوشبو بود کہ بر آید زیک کرشمہ دوکار

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وَضْعُ الْوُرُوْدِ وَالرَّيَاحِيْنِ عَلَى الْقُبُوْرِ حَسَنٌ۔ [22] (عالمگیری، کتاب الکراہۃ جلد ۱، صفحہ ۱۱۰)

یعنی گلاب اور پھولوں کا قبر پر رکھنا اچھا ہے۔

---

[18] (البنایۃ شرح الھدایۃ، باب الجنائز، فصل فی الدفن، کیفیۃ الدفن، 256/3، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان)

[19] (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثالث، 743/1، الحدیث: 1716-(24)، مطبوعہ نول کشور لکھنو)

[20] (مصفی و مسوی شرح موطا، کتاب الجنائز، باب یجمر الکفن ویحنط للمیت، ص193، مطبوعہ فاروقی، دہلی)

[21] (مصفی و مسوی شرح موطا، کتاب الجنائز، باب لا یتبع الجنازۃ الخ، حاشیہ3، ص194، مطبوعہ فاروقی، دہلی)

[22] (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ وھو مشتمل علی ثلاثین بابا، الباب السابع، الفصل السابع عشر فی الغناء واللھو وسائر المعاصی والأمر بالمعروف، 351/5، دار الفکر)

حضرت فخر الدین محب اللہ الحزز الوحین شرح حص حصین میں فرماتے ہیں:

نہادن گل ورياحين برقبورحسن است زيرا چه ماداحی که تراست تسبيح ميکند وميت را ازتسبيح وے انس است کذافی کنز العباد۔ [23]

یعنی گلاب اور پھولوں کا قبر پر رکھنا اچھاہے کہ جب تک تر ہیں تسبیح کرتے ہیں اور میت کو اس کی تسبیح سے انس ہوتا ہے۔ جیسا کہ کنز العباد میں ہے۔

فائدہ: قبور پر پھول وغیرہ رکھنے کے ثبوت کے لئے فقیر کا رسالہ مزارات پر پھول ڈالنا پڑھئے۔

خیر خواہانہ مشورہ

اہل سنت اہل قبور سے پیار رکھتے ہیں اور اہل مزارات کے تو عشاق ہیں اسی لئے نجدیوں نے ان کا نام قبوری مذہب رکھا ہے حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ اولیاء اللہ اہل سنت کے نزدیک اپنے اپنے مزارات میں برزخی حیات سے زندہ ہیں۔ اسی لئے ان کی عقیدت و محبت اسی طرح قائم ہے جیسے ان کے دنیوی زندگی میں تھی اور عام اہل قبور بھی اپنی قبور میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ انہیں اہل دنیا کی استغفار، دعاو خیرات و صدقات اور قرآنی خوانی سے ایصال ثواب کی بڑی ضرورت ہے۔ جو بھی ان کے ساتھ خیر خواہی یا محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو لوبان اور اگر بتی سے فائدہ کے بجائے نقصان ہے۔ ہاں اسی خرچہ کے مطابق شرینی وغیرہ پر ختم دلا کر ان کے لئے ایصال ثواب کرے یا کم از کم سورۂ اخلاص تین مرتبہ یا گیارہ مرتبہ یا قرآن مجید کامل ختم یا بعض سورتیں مثلاً سورۂ یسین، سورۂ ملک، سورۂ مزمل وغیرہ پڑھ کر اس کی روح کو ثواب بخشے۔ اس سے اہل قبر کو اگر عذاب میں مبتلا ہے تو عذاب سے نجات ملے گی اور اسے قبر میں ثواب ڈھیروں ڈھیر نصیب ہو گا جس سے وہ قبر میں آسودگی اور آرام پائے گا۔ چند روایات وحکایات عرض ہیں۔

فرمانِ حبیب خدا ﷺ: احمد و طبرانی و بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ نے سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کا واقعہ نقل کرکے روایت کی:

سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّحَ النَّاسُ مَعَهُ طَوِيلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ، ثُمَّ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِمَّ سَبَّحْتَ؟ قَالَ: "لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هَذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ [24]

یعنی بعد دفن حضور ﷺ نے سُبْحَانَ الله سُبْحَانَ الله فرمایا پھر اَللهُ اَکْبَر حضور ﷺ نے بھی فرمایا اور دیگر حضرات نے بھی، یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ ﷺ تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی۔ ارشاد فرمایا کہ اس صالح بندے پر قبر تنگ ہو گئی تھی اللہ تعالیٰ نے قبر کو کشادہ فرمایا۔

---

23) (الحزز الوحین، ص 364، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

24) یہ الفاظ مسند احمد کے ہیں طبرانی و بیہقی کے الفاظ تھوڑے مختلف ہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسْنَدُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، 278/23، الحديث:15029، مؤسسة الرسالة)

(المعجم الكبير للطبراني، بَابُ السِّينِ، بَابٌ: اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، 13/6، الحديث:5346، مكتبة ابن تيمية القاهرة)

(اثبات عذاب القبر للبيهقي، بَابُ تَخْوِيفِ أَهْلِ الْإِيمَانِ بِعَذَابِ الْقَبْرِ، 84/1، الحديث:113، دار الفرقان عمان الاردن)

اس کی شرح میں علامہ طیبی فرماتے ہیں: أَيْ: مَازِلْتُ أُكَبِّرُ وَتُكَبِّرُونَ وَأُسَبِّحُ وَتُسَبِّحُونَ حَتَّى فَرَّجَهُ اللَّهُ [25]

یعنی ہم اور تم لوگ تسبیح و تکبیر کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے قبر کشادہ فرمادی۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مَا عَمِلَ امْرُؤٌ بِعَمَلٍ أَنْجَىٰ لَهُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ [26]

(رواه الامام احمد عن معاذ بن جبل و ابن ابی الدنیا و البھیقی عن ابن عمر رضی اللہ عنھم)

یعنی اللہ کے ذکر سے کوئی عمل بڑھ کر نہیں جو قبر کے عذاب سے امن و قرار بخشے۔

فائدہ: حدیث سعد رضی اللہ عنہ سے واضح ہوا کہ صرف سُبْحَانَ اللہ کہنے سے قبر کی تنگی کشادگی سے بدل گئی پھر اس خوش قسمت اہل قبر سے بڑھ کر اور کون ہو گا جس کے لئے قرآن مجید یا چند سورتیں یا کم از کم سورۂ اخلاص چندبار پڑھ کر ایصال کیا جائے یا اس کے لئے خیرات و صدقات کا ثواب بخشا جائے۔

اگر بتی لوبان سے بڑھ کر مذکورہ بالا طریقہ مفید ہوا بلکہ اگر بتی ولوبان تو الٹا کراہت کی وجہ سے اہل قبر کو نقصان ہوا۔

قبوری مذہب: نجدیوں نے طعن کے طور پر اہل سنت کو قبوری مذہب ملقب کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی قبوری مذہب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جاری ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خلال نے جامع میں شعبی سے روایت کی کہ ایک انصاری میں سے کوئی انتقال کر جاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے۔ [27] (شرح الصدور)

سورۃ اخلاص: ابو محمد سمرقندی نے سورۃ اخلاص کے فضائل میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مُردوں کو بخش دیا تو مُردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔ [28]

سورتوں کا فائدہ: ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور الھکم التکاثر پڑھی پھر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کی سفارش کریں گے۔ [29]

---

[25] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، 218/1، الحدیث: 113، دار الفکر، بیروت لبنان)

[26] یہ الفاظ شعب الایمان للبھیقی کے ہیں۔ باقی کُتب میں الفاظ تھوڑے مختلف ہیں۔ اس کے علاوہ امام بیہقی نے اسے الدعوات الکبیر میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، تتمه مسند الأنصار، حَدِيثُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، 396/36، الحدیث: 22089، مؤسسة الرسالة)

(شعب الایمان للبیھقی، فصل فی ادامة ذکر اللّٰہ عزوجل، 59/2، الحدیث: 516، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض)

[27] (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو علي القبر، ص312، دار الکتب العلمیة، 2016)

[28] ایضاً

[29] ایضاً

قبور میں ثواب کی تقسیم: قاضی ابو بکر بن عبد الباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کی اُنہوں نے کہا حماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔[30]

سورۃ یٰسین کا فائدہ: عبد العزیز جو خلال کے ساتھی انہوں نے روایت کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں "یٰسین" پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے کو مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔[31]

فائدہ: قرطبیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ "اپنے مُردوں کے پاس یٰسین پڑھو" دو احتمال رکھتی ہے۔ ایک تو یہ کہ مرتے وقت اور دوسرا یہ کہ قبر پر۔ پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبد الواحد مقدسی کا ہے اور ہمارے علمائے متاخرین میں سے محب طبری نے اس کو عام رکھا۔ امام غزالی نے احیاء میں اور عبد الحق نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرتے ہوئے عاقبت میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ معوذتین اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبر کو پہنچادو کیونکہ یہ پہنچتا ہے۔[32] (شرح الصدور)

قرطبی نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میت کو سننے کا ثواب ہے۔ اسی لئے تو نصِ قرآنی کے بموجب قرآن سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچادے۔ حنفیوں کے فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے۔ ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیونکہ خدا ہر جگہ کی قرأت سننے والا ہے اور ثواب ہر جگہ سے پہونچتا ہے۔[33]

منکرینِ ایصالِ ثواب کا رد: بعض لوگ سرے سے اہل قبور کے لئے ایصال ثواب کے ہی منکر ہیں ان کے رد میں علامہ قرطبی نے کہا کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ ﷺ نے ایک تر شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگادیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہو گی۔ خطابی نے کہا کہ علی نے اس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں سر سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں۔ خدا کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو مؤمن قبر کے پاس اگر قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہو گا۔ پھر قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل یہی ہے یوں قبر پر پھول ڈالنا، سبز ٹہنیاں رکھنا

---

[30] ایضاً
[31] ایضاً
[32] ایضاً
[33] ایضاً

وغیرہ۔اور ابن عساکر نے حماد بن سلمہ کی سند سے روایت کیا کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے روایت کرتے تھے کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ایک قبر پر گزرے قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ایک ٹہنی اس پر لگادی اور فرمایا کہ امید ہے اس سے عذاب کی کمی ہو۔[34]

بہر حال اموات کے لئے اجر وثواب کے اسباب بنانے چاہئیں تاکہ انہیں عذاب سے تخفیف یا رفع درجات ہو۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ ٗ

۶ ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ

[34] ایضاً